Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر۔ محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالکِ غیر ۷-۵۰ ”
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

نمبر ۱۱	۱۱ ؍ فتح ۱۳۴۱ ہش ۴ ؍ شعبان ۱۳۸۱ھ ۱۱ ؍ جنوری ۱۹۶۲ء	نمبر ۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۶ ؍ جنوری بوقت ۹ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۹ ؍ جنوری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لے گئے تھے عنقریب ہی واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیرو عافیت سے لائے اور سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

زیارتِ قادیان

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ایک لمبے انتظار کے بعد پھر وہ وقت موعود آیا جب میں بمبئی سے قادیان کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ ریل کا انجن چیختا چلاتا اور ہانپتا ہوا منزلِ مقصود کی طرف دوڑ رہا تھا۔ شاید اس کے دل میں بھی عشق کی آگ سلگ رہی تھی۔ بہت سے ہمسفر جو مختلف منزلوں کو جا رہے تھے رونقِ سفر بنے ہوئے تھے۔ میں بھی آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ بہت سے نظارے سامنے آتے اور گزر جاتے۔ کبھی چائے کے چمچے کھنکھناتے اور قہقہوں سے سلیپر کوچ کی فضا گونج اُٹھتی۔ دل کہتا وہ ”دیارِ حبیب“ کو جا رہے ہیں۔ جب یہ خیال آتا اس رنگین مجلس میں بھی میری روح رلبودگی و وارفتگی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ قادیان کی مقدس سرزمین آنکھوں کے سامنے آ جاتی۔ طائرِ دل بار بار قادیان کی زیارت کو پرواز کرتا۔ اور پھر تھوڑی دیر میں اس ارضِ حرم کا آنکھوں دیکھا حال سنا جاتا۔ میں ہمسفروں کی اس شگفتہ مجلس میں بیٹھ کر بھی مجلس سے دور تھا۔ جب کبھی انجن کی تیز سیٹی سے میرے تصور کا تار ٹوٹ جاتا اس وقت محسوس کرتا کہ کہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ آخر اسی حالت میں دہلی کا اسٹیشن آ گیا۔

میں جامع مسجد گیا۔ اور وہ جگہ دیکھی جہاں شیخ الکل فی الکل مولوی نذیر حسین صاحب سے آپ کا مناظرہ ہوا تھا۔ یہ خیال کتنا دلخراش تھا کہ اس مقدس مسجد میں ایک اولوالعزم پیغمبر کی توہین کی گئی۔ شاید اسی احساس نے ابھی تک مسجد کے بہت سے پتھروں کا جگر شق کر رکھا ہے۔ شہنشاہ شاہجہان کی روح یا اس مسجد کے معمار اس گناہِ عظیم کے ارتکاب کا کیا جواب دیتے۔ البتہ مسجد زبانِ حال سے یہ کہہ رہی تھی۔ کہ میں تو خانۂ خدا ہوں۔ میں نے تو کبھی اپنے محراب و منبر اور اس وسیع صحن میں ان بے گھروں کو بھی پناہ دی جو میری حرمت و ناموس سے بھی بے خبر ہیں۔ بھلا میں اس مسیحِ پاک کو پناہ کیوں نہ دیتی جن کے انتظار میں ساڑھے تین سو برسوں سے چشم براہ کھڑی تھی۔ مگر افسوس کہ دلی کے رہنے والوں نے تیری محبت دیکھی نہ ان کا مقام دیکھا۔

میں حوض کے اس کنارے بھی گیا۔ جہاں ایک بزرگ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا تھا جہاں آج سنگ مرمر کا ایک چھوٹا سا کٹہرا بنا ہے۔ میں نے اس سے بھی پوچھا کہ اے وضوگاہِ رسولِ! تجھ سے وہ منظر کیسے بھلایا گیا۔ کیوں نہ تو دھرتی کے سینے میں سما گئی۔ اس نے زبانِ حال سے جواب دیا کہ میں تو اس دن سے اشکبار ہوں۔ میں منتظر تھی کہ اور ایک نبی کی قدمبوسی کا شرف حاصل کروں۔ مگر دہلی کے رہنے والوں نے میرے اس شوق کی کوئی قدر نہ کی۔

میں نے شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی روح سے بھی پوچھا کہ آنجناب کے حلقۂ ولایت میں مہدی برحق کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا؟ اس مبارک روح نے فرمایا کہ راستبازہمیشہ آتشِ امتحان میں ڈالے جاتے ہیں۔ اگر اس مہدی پاک کا امتحان دہلی میں نہ ہوتا تو اور کہاں ہوتا۔ دہلی ایک لاکھ اولیاء کی آرام گاہ کہلاتا ہے۔ امتحانِ صداقت کے لئے یہی سرزمین سب سے موزوں تھی آج ایک لاکھ اولیاء کی مقدس ارواح شہادت دے رہی ہیں کہ وہ مہدی برحق اس امتحان میں ثابت قدم نکلا۔ اور اس نے شہر دہلی میں خوب ہی نبوت کی۔

اب میں نے دہلی کو الوداع کہہ کر امرتسر کی راہ لی۔ وہاں بنگال۔ کیرالہ اور بہار وغیرہ کے بہت سے احباب سے ملاقات ہوئی۔ جنہیں میری طرح عشق کا طاقت ور ہاتھ کشاں کشاں قادیان کی طرف لے جا رہا تھا۔

اب میں ان پاک عشق بازوں کی روداد عشق کیا سناؤں۔ جب یہ قافلہ حمد و نعت کے ترانے گاتا ہوا دیارِ حبیب کی طرف بڑھا۔ خاک کے ہر ذرے سے باادب و بااطاعت کی آواز آئی۔ پھر دور سے اس منارۃ المسیح کا دیدار۔ جو خوب رو دراز کشیدہ قامت“ نوجوان کی طرح کھڑا ہے۔ اس وقت کے ”واردات عشق“ حد بیان میں نہیں آ سکتے۔ رحمت الٰہی کبھی دل کو گدگداتی تو کبھی مصلح موعود کی جدائی کا خیال ایک رقت کا سماں پیدا کر دیتا۔ دل کبھی اپنی خوش نصیبی پر رقص کرتا۔ اور روح کبھی اپنی تہی نصیبی پر اشک ریز ہوتی۔ عاشقانِ رسول کا یہ قافلہ اسی طرح ناچتا اور تڑپتا۔ خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات لے کر اس پاک بستی میں داخل ہوا۔

اس وقت عاشقانِ زار کے کانوں میں اس ارضِ مقدس کے در و دیوار سے یہ آواز آتی ہے۔

> احباب سارے سے آئے
> تو نے یہ دن دکھائے
> یہ روز کر مبارک
> سبحان من یرانی

اسی آواز پر دل، دل سے ملتا ہے۔ اور اخوت و بھائی چارے کا ایک ترفع افزا ماحول آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے پھر تسبیح و تہلیل کا غلغلہ بلند ہوتا ہے۔ اور ایک کے بعد ایک صدائے درود و سلام فضا میں تحلیل ہوتی جاتی ہے۔

پھر اس قافلۂ عشاق کا کوئی فرد مسجد مبارک کی طرف لپکتا ہے۔ کوئی بیت الذکر میں محوِ ذکر ہو جاتا۔ کوئی مزار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عشق و محبت کا سراپا بن کے کھڑا ہے۔ کوئی رشتہ داروں یا دوسرے بزرگانِ سلسلہ کے مرقد پر فاتحہ خواں۔

اب اذان گاہ پر مؤذن آتا ہے۔ اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی آواز سے خدا کی کبریائی اور رسولؐ کی رسالت کا اعلان کرتا ہے۔ لوگوں کو نماز اور فلاح و بہبود کی طرف بلاتا ہے۔ وہ جس کی روح کو اپنے حبیب کی ہر ادا کی نقل کرنے میں تازگی ملتی ہے۔ وہ اب پروانہ وار مسجد کی طرف لپکتا ہے۔ صفیں درست ہوتی ہیں۔ اقامت کی آواز سنتے ہی سب سراپا تکبیرِ آستانۂ الوہیت پیکر بن جاتے ہیں۔ نمناک آنکھوں اور دردمند دل کا تحفہ لے کر خشوع و خضوع اور آہ و شیون سے رہ رہ کر فضا میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے ہر عاشق کو اس وقت ایک تمنا بیتاب کر دیتی ہے۔ کاش ہم یہ نماز اپنے امام عالی مقام کی اقتداء میں ادا کرتے۔ یہ خلش مجبور روحوں کو مرغ بسمل کی طرح تڑپا دیتی ہے پس ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا مصلح کل منداز کے سامنے ہزاروں عشاق نے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی۔

مغرب و عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر احباب مہمان خانے کی طرف آتے ہیں۔ راستہ میں بازار کی ایک ہلکی سی رونق ملتی ہے۔ کتابوں کی چند دکانیں۔ اور چائے کے چند ہوٹل۔ ۔۔ قادیان جسے دنیا کا ”عروس البلاد“ بننا ہے۔ اور جس کی سڑکوں اور بازاروں کی چہل پہل دریائے بیاس تک پھیلنے والی ہے۔ آج اس کی تمام رونق۔ بس ان چند دکانوں کی رونق پر ختم ہو گئی ہے (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہمارا جلسہ سالانہ شعائر اللہ میں سے ہے اور صداقت حضرت مسیح موعود کا ایک بہت بڑا نشان ہے،

اس جلسہ کی عظمت کو پوری طرح ملحوظ رکھو اور اس کی برکات سے صحیح رنگ میں مستفیض ہونے کی کوشش کرو

خدا کے مسیح کے ذریعہ جو بیج بویا گیا تھا آج اس سے ایک ایسا شاندار درخت پیدا ہو چکا ہے جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے سترویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی املاء فرمودہ مندرجہ ذیل روح پرور افتتاحی تقریر مورخہ ۲۶ر دسمبر کو ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی نے حضور کی زیر ہدایت پڑھ کر سنائی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

اللہ تعالیٰ کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہماری جماعت کے دوستوں کو

اس امر کی توفیق عطا فرمائی

کہ وہ اپنی عمروں میں سے ایک اور سال کے اختتام پر دین اسلام کی تقویت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اس مرکزی اجتماع میں شریک ہوں جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ستر سال قبل رکھی تھی

حقیقت یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو قائم کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو دنیا خواہ کتنا زور لگاتی ہے وہ اسے مٹانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ دشمن اس کے خلاف شور بھی مچاتے ہیں۔ منافق اس کے متعلق اعتراضات بھی کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کام ہمیشہ ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہی بات جسے انہونی قرار دیا جاتا ہے۔ ایک حقیقت بن کر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہی جماعت جسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ آخر اپنے دلائل اور براہین کی رو سے تمام دنیا پر غالب آ جاتی ہے۔

یہی سنت

اس زمانہ میں ہماری جماعت کے ساتھ بھی کام کر رہی ہے۔ ہر دن جو ہم پر طلوع کرتا ہے وہ پہلے سے زیادہ کامیابیاں اور عروج سے ہمکنار کرتا چلا جاتا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اس کے ماننے والے لاکھوں سے کروڑوں اور پھر کروڑوں سے اربوں ہو جائیں گے اور اس صداقت ازلی کا شکار ہو جائیں گے جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے

ترقی تو ایک لازمی چیز ہے جو

اور یقیناً یہ ایک دن ہو کر رہے گی۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جب کسی مومن کو اللہ تعالیٰ کا کلام پورا کرنے کا کوئی موقعہ میسر آ جائے۔ تو یہ اس کے لئے انتہائی خوشی کا موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اسے اپنے کلام کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ بنا کر اس کے لئے بھی اپنی رحمت اور بخشش کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ الٰہی پیشگوئیاں بنا وجود دو طریقوں سے پوری ہوتی ہیں۔ یا تو

مادی انتظامات کے ذریعہ

اس کی جلوہ نمائی ہوتی ہے قرآن کریم نے انہیں شعائر اللہ قرار دیا ہے شعائر اللہ کی عظمت ملحوظ رکھنا تقوی القلوب میں شامل ہے۔ اور چونکہ ہمارا یہ جلسہ جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت رکھی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے اس لئے یہ بھی شعائر اللہ میں سے ہے اور ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس کی عظمت کو پوری طرح ملحوظ رکھے اور اس کی برکات سے صحیح رنگ میں مستفیض ہونے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے

کہ امریکہ کا ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے قادیان میں آیا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنی صداقت کا کوئی نشان دکھائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا آپ خود میری صداقت کا ایک نشان ہیں۔ اس نے کہا یہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے اس وقت جب مجھے قادیان سے باہر کوئی بھی نہیں جانتا تھا الہاماً بتایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق یعنی اللہ تعالیٰ دور دراز علاقوں سے تیرے پاس آدمی بھیجے گا اور وہ اتنی کثرت سے آئیں گے کہ جن راستوں پر وہ چلیں گے ان میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا میرے دعوے سے قبل آپ میرے واقف تھے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر آپ جو یہاں میرا دعویٰ سن کر آئے ہیں۔ تو

الٰہی تصرف کے ماتحت

ہی آئے ہیں۔ پس آپ خود میری صداقت کا ایک نشان ہیں۔ اسی طرح آپ لوگ جو یہاں جمع ہوئے ہیں آپ میں سے بھی ہر فرد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ کجا وہ زمانہ تھا کہ قادیان میں جب پہلا سالانہ جلسہ ہوا۔ تو اس میں صرف ۷۵ آدمی شریک ہوئے۔ اور کجا یہ زمانہ ہے کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے نصف لاکھ سے زیادہ مخلصین اس جلسہ میں شریک ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے اور دنیا کے سامنے اس امر کا کھلے بندوں اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا وہ پورا ہو گیا۔ مگر

سلسلہ کی یہ عظیم الشان ترقی

جہاں ہمارے دلوں کو خوشی سے لبریز کر دیتی ہے وہاں غم و اندوہ کی ایک دردناک تلخی بھی اس میں ملی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ خوشی جس مقدس انسان کے طفیل ہمیں میسر آئی وہ آج اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ خود میرے احساسات کی تو یہ حالت ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے سلسلہ کی خدمت کی اور اس دنیا سے گذر گئے وہ مجھے آج تک نہیں بھولے۔ میری نظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات

آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح اس دن تھی جس دن آپ کا وصال ہوا۔ پھر میری نظر میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح اس دن تھی جب آپ کا انتقال ہوا۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ شخص جو اپنے کسی احسان کرنے والے کو بھول جاتا ہے وہ پرلے درجہ کا محسن کش ہے۔ صبر کے یہ معنے نہیں کہ انسان اپنے محسنوں کو بھول جائے۔ بلکہ صبر کے یہ معنے ہیں کہ کوئی صدمہ انسان کو اس کے اصل فرائض سے غافل نہ کر دے اور اس کی ہمت اور طاقت کو پست نہ کر دے ورنہ کسی صدمہ کو بھی

دینے کا نام صبر نہیں بلکہ احسان فراموشی ہے۔ میں نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دردناک سانحہ

نہیں دیکھا مگر مجھے تو وہ دن بھی آج تک نہیں بھولا۔ آج تک آپ کی وفات کے حالات میں نے کبھی نہیں پڑھے کہ میری آنکھیں فرطِ جذبات سے پُرنم نہ ہوگئی ہوں اور مجھے اُسی طرح درد و کرب محسوس نہ ہوا ہو جس طرح آپ کا زمانہ پانے والے مخلصین کو ہوا تھا۔ میں نے جب کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ پڑھا ہے کہ آپ نے جب پہلی مرتبہ چکّی سے پسے ہوئے باریک آٹے کی روٹی کھائی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کرکے آپ کے آنسو بہہ پڑے تو اس وقت میری آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔ ایک عورت کہتی ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ یہ بات کیا ہے کہ اتنی عمدہ روٹی کھاکر بھی آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب میں نے اس روٹی کا ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالا تو

مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یاد آگئے

کیونکہ آپ کے زمانہ میں چکیاں نہیں تھیں۔ ہم صرف سل بٹہ پر غلہ کوٹ کر اور پھونکوں سے اس کے چھلکے اڑاکر روٹی پکا لیا کرتے تھے۔ مجھے خیال آیا کہ اگر اس وقت بھی چکیاں ہوتیں اور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے ملائم اور باریک آٹے کی روٹی کھلاتی تو آپ کو کتنی راحت پہنچتی۔ میری حالت بھی ایسی ہی ہے۔ سلسلہ کی کوئی ترقی اور کوئی فتح نہیں جو ایک رنگ میں میرے لئے غم کا نیا سامان پیدا نہیں کرتی کیونکہ

اس وقت

مجھے یہ احساس ہوتا ہے

کہ آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ ہوتے تو جو فتوحات اور کامیابیاں ہمیں حاصل ہو رہی ہیں ان کے پھول ہم آپ کے قدموں میں جاکر ڈال دیتے مگر خدا تعالےٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ لوگ جو اپنا خون بہاکر اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی راہ میں ہلاک کرکے خدائی کھیت میں بیج ڈالتے ہیں وہ پھل کاٹنے کے وقت اس دنیا میں موجود نہیں ہوتے۔ لیکن ہمارا دل ان کو کب بھلا سکتا ہے۔ ہم ان کی یاد کو کس طرح فراموش کر سکتے ہیں۔ ایک ایک کام جو ہمارے سلسلہ میں ہو رہا ہے ایک ایک علمی مسئلہ جو حل ہو رہا ہے۔ ایک ایک فیضانِ الٰہی جو ہم پر نازل ہو رہا ہے

انہی کی دعاؤں اور برکتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے

پھر کون ایسا تنگ دل اور احسان فراموش انسان ہو سکتا ہے جو کھیت تو کاٹ کر لے آئے۔ پھل تو اکٹھے کرے۔ مگر اُن لوگوں کو یاد نہ کرے جنہوں نے کھیت میں بیج ڈالا۔ اور پھل اور پودے لگائے۔ بے شک وہ اس وقت خوش ہو رہا ہوگا۔ جب وہ پھل توڑ رہا اور کھیت کاٹ رہا ہوگا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اگر وہ خوشی سے مست رہا ہوگا۔ تو دوسری طرف اس کی آنکھیں غم سے آنسو بہا رہی ہوں گی۔ کیونکہ وہ خیال کرے گا کہ جو خوشی مجھے آج حاصل ہو رہی ہے اس کا اصل حق دار وہی تھا جس نے کھیت بونے اور پودے لگانے میں اپنی زندگی خرچ کر دی۔

مجھے یاد ہے

۱۹۲۴ء میں جب میں لنڈن گیا اور میں نے وہاں مسجد کی بنیاد رکھی تو اس وقت میری یہ کیفیت تھی کہ میرے آنسو تھمنے میں ہی نہیں آتے تھے۔ کیونکہ اس وقت وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ اعلان فرمایا تھا کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

جب یہ الہام پاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے اُس دنیا کے مقابلہ میں جس کا ایک ایک فرد آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ آپ کو لالچی۔ مولوی خود غرض اور کیا کچھ کہہ رہا تھا تو

اس وقت آپ کی کیا حالت ہوگی

آپ اس مخالفت کو دیکھ کر دنیا سے متنفر ہوں گے۔ مگر خدا تعالےٰ نے کہا کہ اُٹھ اور دنیا میں میرے نام کی منادی کر۔ وہ تجھے کہہ دے گا ان تعان و تعرف بین الناس۔ وہ وقت آگیا ہے کہ خدا تیری مدد کرے اور تجھے دنیا میں لازوال شہرت عطا کرے۔ اُس وقت آپ کو بار بار یہ خیال آتا ہوگا کہ میں تو کسی شخص سے ملنا بھی نہیں چاہتا مگر

میرا خدا مجھے کہتا ہے

کہ جا اور لوگوں کو بُلا۔ پس آپ نے خدا تعالےٰ کے حکم کو قبول کرکے وہ موت اختیار کی جس سے بڑھ کر انبیاء کے لئے اور کوئی موت نہیں ہوتی آپ گوشۂ تنہائی سے نکل کر دنیا کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دنیا سے سب کچھ کہلوایا جو پہلے نبیوں کو کہا جاتا رہا ہے۔ کبھی کہا گیا یہ مریض ہے یہ مالیت و دولت جمع کرنا چاہتا ہے۔ اپنی دکانداری چلانا چاہتا ہے کبھی دنیا آپ کی باتوں پر ہنستی اور کہتی کیسی پاگلانہ باتیں کر رہا ہے۔ کبھی آپ کو مفسد اور فتنہ پرداز قرار دے کر طرح طرح کے دکھ دیئے جاتے۔ کبھی آپ پر قسم قسم کے غلط اور جھوٹے الزام لگاکر کوشش کی جاتی کہ کسی کو آپ کی بات تک سننے نہ دی جائے۔ سوچو اور غور کرو کہ وہ کیسی تلخ گھڑیاں تھیں۔ کیسا سخت زمانہ تھا۔ جو آپ پر گذرا۔ لیکن جب ان دنوں کی دعاؤں اور کوششوں میں وہ بابرکت دن آئے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے نام کو دنیا میں عزت و احترام کے ساتھ پھیلا دیا۔ کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اور انعامات سے اور لوگ لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے جذبات اور خیالات نے میرے دل کو تابو میں نہ رہنے دیا اور جب بھی ہمارے سلسلہ کو کوئی فتح حاصل ہوئی اُس پر جہاں میں خوش ہوا کہ خدا تعالےٰ کا جلال ظاہر ہوا وہاں میں غمگین ہوا۔ کہ اس وقت وہ ہستیاں نہیں ہیں جو ان فتوحات کی بانی ہیں اور جو اس بات کی مستحق ہیں کہ ہم ان کے حضور اپنے

اخلاص اور عقیدت کے سچے جذبات

کا اظہار کریں۔ بہرحال ہم میں سے کوئی شخص اس امر کا انکار نہیں کر سکتا کہ خدا تعالےٰ نے مسیح کے ہاتھوں زمین میں ایک بیج بویا گیا۔ اور وہ بیج ہر قسم کی مخالفانہ ہواؤں کے باوجود بڑھا اور پھولا اور پھیلا یہاں تک کہ آج اُسی بیج سے ایک شاندار درخت پیدا ہو چکا ہے۔ جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور جس پر ہزارہا آسمانی پرندوں نے بسیرا کیا ہوا ہے۔ مگر ابھی ضرورت ہے کہ

ہم اپنے کام کو اور بھی وسیع کریں

اور خدا تعالےٰ کے جلال اور اس کے جمال کے اظہار کے لئے اس مقدس مشن کی تکمیل میں اپنی عمریں صرف کر دیں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ مجھے سب سے پہلے یہ خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آیا تھا۔ جب آپ نے وفات پائی تو میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے چہروں کی رنگت اُڑ گئی۔ اور ان کی زبانوں سے یہ الفاظ نکل گئے کہ اب کیا ہوگا۔ اس وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ اے خدا اگر ساری جماعت بھی خدانخواستہ مرتد ہو جائے تو جس کام کے لئے خدا کا یہ پیارا دنیا میں آیا تھا اس کیلئے میں اپنی جان تک قربان کر دوں گا۔ میں اپنی زندگی کی بہترین گھڑیوں میں سے وہ گھڑی سمجھتا ہوں جب خدا تعالےٰ نے مجھے اس عہد کی توفیق عطا فرمائی اور

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں

کہ وہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو بھی یہی توفیق عطا فرمائے اور اسے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی اہلیت بخشے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کو جماعت کے سامنے بار بار پیش کرنے کے لئے اس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ پس آپ لوگ جو اس جلسہ میں شمولیت کے لئے باہر سے تشریف لائے ہیں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ حکمت کی ایک بات بھی بعض دفعہ انسان کی نجات کا موجب ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر بات جو یہاں بیان کی جائے اُسے آپ پورے غور اور توجہ کے ساتھ سنیں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کونسی بات اس کے لئے نجات کا موجب بننے والی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے ہزاروں احادیث مروی ہیں وہ بیان کیا کرتے تھے کہ چونکہ میں بہت دیر کے بعد اسلام لایا تھا اور دوسرے لوگوں نے مجھ سے پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت سی باتیں سن لی تھیں۔ اس لئے میں نے یہ عہد کر لیا کہ اب میں آپ کے دروازہ سے نہیں ہلوں گا۔ چنانچہ وہ ہر وقت مسجد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تاکہ جب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں تو وہ آپ کی باتیں سننے کے لئے مسجد میں موجود ہوں۔ اس طرح بعض دفعہ انہیں سات سات وقت کا فاقہ ہو جاتا مگر وہ اس خیال سے

نہیں اُٹھتے سکتے کہ ممکن ہے جس وقت ہم جائیں اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئیں اور جو کچھ آپ فرمائیں ہم اس کے سننے سے محروم رہ جائیں آپ لوگوں کو بھی اپنے اندر

عشق کا یہی جذبہ اور یہی رنگ

پیدا کرنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جو کچھ آپ کو سنایا جائے اُسے غور سے سنیں اور نیکی کی باتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے ہیں اور پھر وہاں سے اٹھ کر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اس شخص نے ابھی کیا کہا تھا۔ قرآن کریم ایسے منافقوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام سے فائدہ نہیں اُٹھاتے تھے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اس نقص کو کبھی اپنے قریب بھی نہ آنے دیں اور

توجہ اور انہماک کے ساتھ دین کی باتیں سنیں

اور اپنے اوقات کا صحیح استعمال کریں تاکہ یہ گھڑیاں جو سال بھر کے بعد خدا تعالےٰ نے آپ لوگوں کو عطا کی ہیں ضائع نہ ہوں بلکہ آپ اُن سے پورا پورا فائدہ حاصل کر کے جائیں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے

کہ وہ اپنے فضل اور عفو اور ستاری کو کام میں لاتے ہوئے ہم سے اپنی بخشش اور رحمت کا سلوک کرے اور ہماری جماعت کے تمام مردوں اور عورتوں اور بچوں کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ کیونکہ جو کچھ ہوگا اسی کے فضل اور احسان سے ہوگا۔ ہماری تمام کوششیں صرف ایک بیج کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن اس بیج کو بڑھانا اور ترقی دینا اور اس سے پھل پیدا کرنا ہمارے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اسی کے آستانہ پر ہم جھکتے ہیں اور اسی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور

جماعت کے اندر

ایک نیا ایمان اور نیا اخلاص اور نیا جوش پیدا کرنے کا موجب بنائے اور ہمیشہ اس کا فضل ہماری جماعت کے شامل حال رہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال پر

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے حزن و ملال اور دلی تعزیت کا اظہار

جماعت احمدیہ جمشید پور

جمشید پور ۲ر جنوری ۱۹۶۲ء اخبار بدر ومکرم جناب ناظر صاحب بیت المال قادیان کے ملفا سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کی جانکاہ خبر اچانک معلوم کر کے تمام افراد جماعت کا دل غم و ہم سے بھر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے درجات کو بلند سے بلند فرمائے آمین۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت کا ہر فرد اس عظیم صدمہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد خصوصاً سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور ساری جماعت سے ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہم سب کو صبر کی توفیق بخشے اور جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

خاکسار محمد سلیمان
امیر انجمن احمدیہ جمشید پور

لکھنؤ

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ وارضاہ کے نہایت اندوہناک سانحہ ارتحال پر جملہ افراد جماعت احمدیہ لکھنؤ اپنے دلی رنج و غم اور گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا مبارک وجود اسلام و احمدیت کے لئے ایک خاص قدسی کا حامل تھا جس سے ہم محروم ہو گئے۔ آپ کی اچانک وفات دلوں کو سخت غمگین بنا رہی ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ صاحبزادہ صاحب کو اعلےٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

مقامی جماعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ و دیگر خاندان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صبر و رضا کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ ممبران جماعت احمدیہ لکھنؤ بذریعہ

مولوی منظور احمد صاحب مبلغ سلسلہ)

جماعت احمدیہ کرڈا پلی نگریہ (اڑیسہ)

۲۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء کا بدر کا پرچہ جو یکم جنوری ۱۹۶۲ء کو یہاں پہنچا حضرت مسیح موعود کے لخت جگر اور حضور کے "پنجتن پاک" کے ایک پاک ممبر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی غیر متوقع طور پر وفات حسرت آیات کی خبر لایا۔ جس سے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آہ آنکھوں سے بے ساختہ اشک جاری ہوتے رہے اور اسی وقت بعد نماز مغرب سید صمصام الدین احمد صاحب انچارج تعلیم و تربیت کی اقتدار میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز جنازہ غائب پڑھی گئی۔ دوسرے دن حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں تعزیت کا ایک تار بھی نہایت رنج و غم اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ربوہ ارسال کیا گیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب مرحوم کا مبارک وجود اسلام اور احمدیت کے لئے ایک روشن برکات کا حامل تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی بابرکت پیشگوئیاں آپ ہی کے وجود مقدس میں پوری ہوئی ہیں۔ اور آپ حضور علیہ السلام کے موعودہ پاک اور مقدس اولاد میں سے ایک مبارک فرد تھے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کی روح کو جنت کے بلند ترین مقام میں جگہ عطا کرے آمین ثم آمین۔

اس موقعہ پر تمام افراد جماعت احمدیہ کرڈا پلی نگریہ (اڑیسہ) سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز و دیگر افراد اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام سے صبر جمیل کی تلقین کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس صدمہ عظیم کو برداشت کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا کرے اور ہم سب کا مقدس خاندان کا حامی و حافظ اور ناصر ہو۔ اللّٰھم آمین ثم آمین۔ ممبران جماعت احمدیہ کرڈا پلی اڑیسہ بذریعہ شیخ قمر علی صاحب صدر جماعت)

جماعت احمدیہ چمبہ

بذریعہ اخبار بدر مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا مرزا شریف احمد صاحب لخت جگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو ربوہ میں رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلا[illegible]

[illegible]

به جنت فردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی طاقت عطا کرے۔ جماعت احمدیہ چمبہ کے افراد نے دیگر احباب کی شمولیت میں جنازہ غائب پڑھا۔ اور مرحوم کے حق میں بلندی درجات کی دعا کی۔ جملہ ممبران جماعت اس موقعہ پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

خاکسار غلام رسول پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چمبہ

یادگیر

بذریعہ تار) حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر صدمہ ہوا۔ دلی تعزیت قبول ہو۔

(سیٹھ) عبدالحی صاحب از یادگیر

درخواست دعا

میری اہلیہ ایک مدت سے بیمار چلی آرہی ہے بہت علاج کرنے کے باوجود شفا یابی نہیں ہوتی۔ درویشان اور دیگر بزرگان سے درخواست ہے کہ میری اہلیہ کیلئے دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائیں۔ خاکسار اور خاکسار کے بچوں کیلئے بھی دعا فرمائیں۔

نظام الدین احمدی تا نیور ملکی

جماعت احمدیہ سکندر آباد دکن

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ملنے پر جماعت احمدیہ سکندر آباد نے مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال پر ملال پر جملہ افراد جماعت احمدیہ سکندر آباد دلی رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرما دے اور آپ کی روح کو خاص اپنی جوار رحمت میں داخل فرما کر ابدی سکون و راحت بخشے۔ نیز آپ کے پسماندگان اور جملہ افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

غلام نبا درشرق نائب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد

ولادت۔ خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۳۰ر ۱۲ر ۶۱ کو محض اپنے فضل سے چوتھا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نو مولود کو صحت والی عمر دے اور خادم دین بنائے۔ خاکسار غلام نبی درویش قادیان

جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء کے موقعہ پر (ربوہ میں) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور اختتامی تقریر

اُس دن کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کرو جب اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں اپنی پوری شان سے لہرانے لگے

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ میری مدد فرمائی ہے وہ اب بھی ضرور میری مدد کرے گا اور ضرور مجھے کامیابی بخشے گا

ہر احمدی یہ عہد کرے کہ وہ سال میں کم از کم ایک شخص کو اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرے گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی املاء فرمودہ نہایت درجہ پر درد اختتامی تقریر مورخہ ۲۸ دسمبر کے دوسرے اجلاس میں حضور کی زیر ہدایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی نے پڑھ کر سنائی وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ آمین۔

احباب کو معلوم ہے کہ

میری طبیعت

ایک لمبے عرصہ سے ناساز چلی آ رہی ہے۔ جس کی وجہ سے اب میرے جسم میں ایسی طاقت نہیں کہ میں سابق دستور کے مطابق کوئی لمبی تقریر کر سکوں۔ مگر اس لئے کہ جماعت کے دوست اس سردی کے موسم میں سخت تکلیف اٹھا کر دور دور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں احباب کی توجہ کے لئے چند باتیں بیان کر دوں۔

مجھے ۱۹۱۴ء میں جب اللہ تعالیٰ نے

خلافت کے مقام پر

کھڑا کیا تو اُس وقت جماعت کی یہ حالت تھی کہ غیر مبائعین علی الاعلان کہہ رہے تھے کہ پچانوے فی صدی جماعت ان کے ساتھ ہے اور صرف ۵ فیصدی جماعت نے ہی خلافت تسلیم کی ہے۔ اُن دنوں مخالفت کا ایک دریا تھا جو امڈا چلا آ رہا تھا۔ انجمن کا خزانہ خالی پڑا تھا اور بڑے بڑے کارکن جن کا صدر انجمن احمدیہ پر قبضہ رہ چکا تھا مجھے گرانے اور ناکام کرنے کے درپے تھے اُس وقت خدا ہی تھا جو میری تائید کے لئے اٹھا اور اس نے دوسرے ہی ہفتہ مجھ سے وہ ٹریکٹ لکھوایا جس کا یہ عنوان تھا کہ

"کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے"

اور جہاں جہاں یہ ٹریکٹ پہنچا متردد جماعتوں کے دل صاف ہو گئے اور سنبھل گئے اور وہ تاروں اور خطوط کے ذریعہ میری بیعت کرنے لگیں۔

پھر خدا نے مجھے انہی دنوں غیر مبائعین کے متعلق الہاماً بتایا کہ

"لَيُمَزِّقَنَّهُمْ" یعنی "وہ ان لوگوں کی جمعیت کو منتشر کر دے گا" چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں دنیا نے

یہ عظیم الشان انقلاب

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہی جو اپنے آپ کو پچانوے فیصدی کہا کرتے تھے پانچ فی صدی رہ گئے اور جنہیں پانچ فیصدی کہا جاتا تھا وہ پچانوے فی صدی بن گئے۔ یہ نتیجہ آخر کہاں سے آیا۔ بعض نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ اس وقت میرے ساتھ جماعت زیادہ ہے۔ اس لئے میں ترقی کر رہا ہوں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب ان کے دعوے کے مطابق میرے ساتھ صرف پانچ فیصدی جماعت تھی تو اس وقت کون تھا جس نے مجھے پانچ سے پچانوے فی صدی تک جماعت کو لے جانے کی توفیق بخشی۔ پھر

دیکھنے والی بات یہ ہے

کہ میں نے اس عرصہ دراز میں صرف غیر مبائعین کا ہی مقابلہ نہیں کیا بلکہ میں نے عیسائیوں کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ میں نے ہندوؤں کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ اور میں نے غیر احمدی مسلمانوں کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ اور وہ کروڑوں کی تعداد میں تھے۔ اگر انسانوں پر ہی میری طاقت کا انحصار ہوتا تو کروڑ ہا مخالفوں کے سامنے میری ہستی ہی کیا تھی۔ مگر کروڑ ہا ہونے کے باوجود مجھے خدا کے فضل سے ناکام نہ کر سکے اور ہر دن جو مجھ پر چڑھا وہ میری کامیابی کو زیادہ سے زیادہ روشن کرتا چلا گیا۔ اسی طرح جب تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اندرونی منافقوں نے سر نکالا اور جماعت میں انہوں نے فتنہ پیدا کرنا چاہا تو اس وقت بھی صرف خدا ہی تھا جس نے میری مدد کی اور میں احمدیت کی کشتی کو پُر خطر چٹانوں میں سے گزارتے ہوئے آ سکا۔

ساحلِ کامیابی پر لے گیا

آج بھی ایسے بیسیوں لوگ زندہ ہوں گے جو یہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وفات پا گئے تو انہیں غیر مبائعین کے سرکردہ اصحاب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ پر قابض تھے یہ فیصلہ کیا کہ سلسلہ کا جو روپیہ علماء تیار کرنے پر خرچ ہو رہا ہے یہ بے فائدہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ کو بند کر دینا چاہیئے اور صرف ہائی سکول میں دینیات کی تعلیم رکھ کر گزارہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے تمام جماعتوں کو ایجنڈا بھیجا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد پہلے جلسہ کے موقعہ پر ہی جب تمام جماعتوں کے نمائندے اکٹھے ہوئے انہوں نے مسجد مبارک میں ایک جلسہ کیا اور ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی تقریر کی۔ اور کہا کہ اب ہمیں کسی نئے مسئلہ کی ضرورت نہیں کہ علماء تیار کرنا ہمارے لئے ضروری ہو بہتر ہے کہ

مدرسہ احمدیہ کو بند کر دیا جائے

اور طالب علموں کو وظائف دے کر سکولوں اور کالجوں میں بھیجا جائے اور انہیں ڈاکٹر اور وکیل بنایا جائے۔ ان تقریروں کا ایسا اثر ہوا کہ تقریباً تمام جماعت اُدھر چلی گئی اور اُن پر اس قدر جوش بھر گیا کہ میں سمجھتا ہوں اگر مدرسہ احمدیہ کوئی آدمی ہوتا تو وہ اس کا گلا گھونٹ دیتے۔ ابھی یہ تقریریں ہو ہی رہی تھیں کہ میں بھی وہاں جا پہنچا۔ اس وقت میری عمر بیس سال کی تھی ساری جماعت ایک طرف تھی اور چونکہ بہت سی تقریریں ہو چکی تھیں۔ کئی لوگ اس بات پر زور دے رہے تھے کہ اب مزید تقریروں کی ضرورت نہیں۔ اس بات کا فیصلہ کر دیا جائے کہ مدرسہ احمدیہ کو بند کیا جاتا ہے۔ جب میں نے اس مجلس کی یہ حالت دیکھی تب میرے نفس نے مجھے کہا کہ اگر آج تو نے کچھ نہ کہا اور اس موقعہ پر نہ بولا تو پھر کب بولے گا۔ چنانچہ میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت مجھے بعض آوازیں بھی آئیں کہ اب تقریریں بہت ہو چکی ہیں۔ مگر میں نے ان آوازوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے یہ آپ کے خیال میں ٹھیک ہو گا۔ مگر ایک چیز ہے جو

اے جماعت احمدیہ کے لوگو!

میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ہمارے نام آج ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سال ہمارا ذکر چلتا چلا جائے گا۔ اور دنیا کی نگاہیں ان پر ہوں گی اور اگر ہم اس کام کو چھپانا بھی چاہیں گے تو وہ نہیں چھپے گا بلکہ تاریخ کے صفحات پر ان واقعات کو نمایاں حروف میں لکھا جائے گا۔ اس نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم …

جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو آپ نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ایک لشکر رومی حکومت کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور

حضرت اسامہ بن زید رضؓ

کو اس کا سردار مقرر فرمایا۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور سوائے مکہ اور مدینہ اور طائف کے سارے عرب میں بغاوت رونما ہو گئی۔ اس وقت بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے مل کر مشورہ کیا کہ اس موقعہ پر اسامہؓ کا لشکر باہر بھیجنا درست نہیں۔ کیونکہ ادھر سارا عرب مخالف ہے اور ادھر عیسائیوں کی زبردست حکومت سے لڑائی شروع کر دی گئی۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی حکومت درہم برہم ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے ایک وفد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی خدمت میں روانہ کیا اور درخواست کی کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اگر

اسامہ رضؓ کا لشکر

بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے چلا گیا تو مدینہ میں صرف بچے اور بوڑھے رہ جائیں گے۔ اور مسلمان عورتوں کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔ اے ابو بکرؓ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ اس لشکر کو روک لیں۔ اور پہلے عرب کے باغیوں کا مقابلہ کریں جب ہم انہیں دبا لیں گے تو پھر اسامہؓ کے لشکر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا جا سکتا ہے۔ اور چونکہ اب مسلمان عورتوں کی عزت اور عصمت کا سوال بھی پیدا ہو گیا ہے۔ اور خطرہ ہے کہ دشمن مدینہ پر حملہ کر کے مسلمان عورتوں کی بے پردگی نہ کرے۔ اس لئے آپ ہماری اس التجا کو قبول فرماتے ہوئے جیش اسامہؓ کو روک لیں اور اسے باہر نہ جانے دیں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کی عادت تھی کہ جب وہ اپنی منکسرانہ حالت کا اظہار کرنا چاہتے تو اپنے آپ کو اپنے باپ سے نسبت دے کر بات کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے باپ غریب آدمی تھے اور چونکہ ان کے باپ کا نام ابو قحافہ تھا اس لئے اس موقعہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ کیا ابو قحافہ کا بیٹا خلافت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد پہلا کام یہ کرے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری مہم تیار کی تھی اسے روک دے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر کفار مدینہ کو فتح کر لیں اور مدینہ کی گلیوں میں مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔ یہ مثال بیان کرنے کے بعد

میں نے دوستوں سے کہا

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ لوگوں کا یہ پہلا اجتماع ہے آپ لوگ غور کریں اور سوچیں کہ آئندہ تاریخ آپ کو کیا کہے گی۔ تاریخ یہ کہے گی کہ حضرت ابو بکر رضؓ نے ایسے خطرہ کی حالت میں جبکہ تمام عرب باغی ہو چکا تھا۔ اور جبکہ مدینہ کی عورتوں کی حفاظت کے لئے بھی کوئی مناسب سامان ان کے پاس نہ تھا اتنا بھی پسند نہ کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک تیار کئے ہوئے لشکر کو روک لیں۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں۔ تب بھی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منسوخ نہیں کروں گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے ۲½ سال پہلے

دسمبر ۱۹۰۵ء کے جلسہ سالانہ پر

تمام جماعت کے دوستوں سے مشورہ لینے کے بعد جس دینی مدرسہ کو قائم فرمایا تھا اور جس کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ وہ عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی اور مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی کی یادگار ہوگا اور سلسلہ کی ضروریات کے لئے علماء تیار کرنے کا کام اس کے سپرد ہوگا اسے مسیح موعودؑ کی جماعت نے آپ کے وفات پانے کے معاً بعد توڑ کر رکھ دیا کیونکہ جس طرح جیش اسامہؓ کی تیاری کا کام خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح مدرسہ دینیات کا اجراء خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔

پس دنیا کیا کہے گی کہ ایک مامور کی وفات کے بعد تو اس کے متبعین نے اپنی عزتوں کا برباد ہونا پسند کر لیا۔ مگر یہ برداشت نہ کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم باطل ہو لیکن دوسرے مامور کے متبعین نے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے کوئی حقیقی خطرہ نہ تھا اس کے ایک جاری کردہ کام کو اس کی وفات کے معاً بعد بند کر دیا۔

جب میں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمام

لوگوں کے قلوب کو میری طرف پھیر دیا

اور بعض کی تو رقّت کی وجہ سے چیخیں نکل گئیں اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم ہرگز یہ رائے نہیں دیتے کہ مدرسہ احمدیہ بند ہونا چاہیئے۔ ہم اسے جاری رکھیں گے اور مدرسہ دم تک بند نہیں ہونے دیں گے۔ تب خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے طریق کے مطابق کہا کہ دوستوں کو غلط فہمی ہوئی ہے ہمارا مطلب بعینہٖ وہی تھا جو میاں صاحب نے بیان کیا ہے۔ یہ

خواجہ صاحب کا عام طریق تھا

کہ جب وہ دیکھتے کہ ان کی کسی بات کو لوگوں نے پسند نہیں کیا تو کہتے کہ دوستوں کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ چنانچہ پھر انہوں نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایک تقریر بھی کی مگر آخر میں کہا کہ اس پر مزید غور کر لیا جائے۔ ابھی ہم کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ بعد میں ہم خط و کتابت کے ذریعہ مشورہ حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید اسی طرح جماعت کی رائے ان کی تائید میں ہو جائے۔ چنانچہ کچھ وقفہ کے بعد انہوں نے پھر تمام جماعتوں سے رائے طلب کی مگر جماعت نے یہی لکھا کہ وہی فیصلہ ٹھیک ہے جو قادیان میں کر کے آئے تھے۔ اب بتاؤ اس وقت کون تھا جس نے میری مدد کی۔ مجھے تو سمجھتے واسطے سمجھیں یہ تھے کہ اب کسی اور تقریر کی ضرورت نہیں بہت تقریریں ہو چکی ہیں اور معاملہ بالکل صاف ہے مگر خدا نے میری ہر میدان میں تائید کی اور مجھے ہر جگہ منصور و مسعود کیا۔ بے شک غیر مبائعین ہمیشہ مجھ پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں مگر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کے لئے کس کا وجود مفید ثابت ہوا ہے کیا میرا یا ان کا۔ انہوں نے تو یہی کیا کہ ہر شخص جو اسلام کی خدمت کر رہا ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور دنیا میں پھیلا رہا ہے جو

قرآن کریم کی عظمت

عالم میں قائم کر رہا ہے ہمیشہ اس پر رکیک اور بے بنیاد حملے کر دیئے۔ اس قسم کے حملوں سے بھلا کون مقدس انسان بچا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی متعدد اعتراضات لوگوں نے کئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر بھی لوگوں نے کئی اعتراضات کئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کئے۔ پس اس قسم کی باتوں سے کیا بنتا ہے۔ دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ اسلام کو فائدہ کس کے ذریعہ پہونچ رہا ہے۔ اگر کوئی شخص واقعہ میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اسلام کے غلبہ اور اس کی اشاعت کے لئے جس قدر کام کئے ہیں وہ نعوذ باللہ لغو ہیں۔ اور اسلام کو ان کو بجائے کسی اور رنگ میں کام کرنے سے زیادہ فائدہ پہونچ سکتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ تم میدان میں آؤ اور کام کر کے دکھاؤ۔ اگر تمہارا کام اچھا ہوا تو دنیا خود بخود تمہارے پیچھے چلنے لگ جائے گی۔ آخر دنیا میں کوئی

اسلام سے محبت رکھنے والی جماعت

ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ جو شخص بھی اسلام کی خدمت کرے گا وہ اسی کے پیچھے چلے گی۔ پھر اس میں کونسی مشکل بات ہے۔ وہ اسلام کی مجھ سے بہتر خدمت کر کے دکھا دیں۔ دنیا خود بخود ان کے پیچھے چل پڑے گی۔ لیکن اگر ایک جماعت ایسی ہو جو صرف اعتراض کرنا ہی جانتی ہو تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ دنیا لاوارث نہیں ہے اس دنیا کا ایک زندہ اور طاقتور خدا ہے وہ مجھ پر اعتراضات کر سکتے ہیں۔ وہ میرے خلاف ہر قسم کے منصوبے کر سکتے ہیں۔ وہ مجھے لوگوں کی نگاہ سے گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے جھوٹے الزام لگا سکتے ہیں مگر وہ ان حملوں کے نتیجہ میں میرے خدا کے زبردست ہاتھ سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن میں اسی خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر

میرا نام کبھی نہیں مٹے گا

یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا۔ دنیا میں جھوٹ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو دنیا نے آپ پر اعتراضات کئے اور کہا کہ یہ جھوٹا ہے۔ فریبی ہے۔ مکار ہے۔ ضال ہے۔ دجال ہے۔ اور اس نے کوشش کی کہ آپ کے نام کو مٹا دے۔ مگر آج ستر اسی سال کے بعد اس نے دیکھ لیا کہ جس کے نام کو مٹانے کے لئے اس نے اپنی

انتہائی کوششیں صرف کر دی تھیں اس کا نام اکناف عالم میں پھیل گیا اور ہر دن جو چڑھتا ہے وہ آپ کے نام کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں

مَیں بھی ایک انسان ہوں

مگر بعض انسان ایسے مقام پر کھڑے کر دیئے جاتے ہیں کہ گو ان کی لیڈری کی عمر تھوڑی ہی ہو گو ان کی جسمانی زندگی چند سال کی ہو مگر ان کے نام کی زندگی ہزاروں سال کی ہوتی ہے اور دنیا کے لوگ اگر کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی وہ ان کے نام کو مٹا نہیں سکتے۔ اس کی مثالیں ہمیں روحانی پیشواؤں میں بھی دکھائی دیتی ہیں اور دنیوی بادشاہوں میں بھی نظر آتی ہیں۔ سکندر جس کے ذکر سے آج تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں بیس سال کی عمر میں بادشاہ ہوا تھا اور بتیس سال کی عمر میں مر گیا۔ گویا صرف بارہ سال اسے بادشاہت کے لئے ملے مگر تیئیس سو سال گذر گئے ہیں اور آج بھی ساری دنیا سکندر کو جانتی اور بچہ بچہ کی زبان پر اس کا نام آتا ہے۔ اسی طرح

خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے

کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں مجھے کتنا بھی بُرا سمجھیں بہرحال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔ آج نہیں۔ آج سے چالیس پچاس سال بلکہ سو سال بعد تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح کہا تھا یا غلط۔ مَیں بیشک اس وقت موجود نہیں ہوں گا مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مؤرخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے۔ اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا۔ ایک بہت بڑا خلا واقع ہو جائے گا جس کو پُر کرنے والا اسے کوئی نہیں ملے گا۔ پس مجھے ان کے اعتراضات کی کوئی پرواہ نہیں اور نہ گالیوں اور بدزبانیوں سے مَیں ڈرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دشمن کہا کرتے تھے کہ تم کابل چلو تو تمہیں پتہ لگے کہ تم سے کیا سلوک ہوتا ہے۔ مگر ان باتوں سے کیا بن گیا اگر بندوں پر ہی میری نگاہ ہوتی تو بیشک مجھے گھبراہٹ ہو سکتی تھی مگر جس نے خدا تعالیٰ کے جلال اور جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور جس نے اسکے سینکڑوں نشانات کا مشاہدہ کیا ہو وہ دنیا پر نگاہ ہی کب رکھ سکتا ہے مجھے تو میرے خدا نے اس وقت جبکہ خلافت کا سوال تک بھی نہیں تھا اور جبکہ میں قریباً پندرہ سولہ سال کا تھا الہام کے ذریعہ یہ بتا دیا تھا کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنی "وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں وہ تیرے نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے"۔

پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص بھی میری بیعت کا سچا اقرار کرے گا وہ خدا کے فضل سے قیامت تک میرے نہ ماننے والوں پر غالب رہے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور ہوتی رہے گی۔ زمانہ بدل جائے گا۔ حالات بدل جائیں گے۔ حکومتیں بدل جائیں گی اور مَیں بھی اپنے وقت پر وفات پا کر اپنے خدا کے حضور حاضر ہو جاؤں گا۔ مگر خدا تعالیٰ کی یہ بتلائی ہوئی بات کبھی نہیں بدلے گی کہ میرے ماننے والے مجھ نہ میرے نہ ماننے والوں پر غالب رہیں گے۔

پھر مَیں دوستوں کو

اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں

کہ ہماری جماعت کو قائم ہوئے ستر سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں اعلان بیعت کیا تھا جس پر تہتر سال ہو چکے ہیں اور اگر دعوئے مجددیت کے ابتداء سے اس عرصہ کو شمار کیا جائے تو اسی سال ہو چکے ہیں۔ بیشک اس عرصہ میں ہم نے ترقی بھی کی۔ جماعت بھی بڑھی۔ تعلیم و تربیت کے ادارے بھی ہم نے قائم کئے۔ لٹریچر بھی ہم نے شائع کیا۔ اخبارات بھی جاری کئے۔ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا مگر باوجود اس کے ابھی ہم اس مقام پر نہیں پہنچے جس مقام پر پہنچنا خدائی جماعتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ نہ ہماری تعداد اتنی ہو چکی ہے کہ ہم اس کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگا سکیں کہ آئندہ اتنے سال تک ہماری جماعت

ساری دنیا پر غالب آ جائے گی

یہ تو ہم کہتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا ایسا کرے گا مگر جو کام بندوں کے سپرد ہوتے ہیں ان کے متعلق یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ان کی تکمیل میں بندوں نے کتنا حصہ لیا ہے۔ میں نے جماعت کو بارہا بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی جماعت کے سپرد کوئی کام کرتا ہے تو پہلے سے اس نے انسانی طاقتوں کا اندازہ کر لیا ہوتا ہے اور وہی کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے جو اس کی طاقت کے اندر ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جماعت کے سپرد کوئی کام کیا ہو اور وہ اس کو سرانجام دینے کی اہلیت اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس تمہارے سپرد اللہ تعالیٰ کا یہ کام کرنا کہ

تم دنیا میں اسلام کا نور پھیلاؤ

ظاہر کرتا ہے کہ تم میں اس کام کی اہلیت موجود ہے اور اگر تم اخلاص اور قربانی سے کام کرو تو یقیناً اس فرض کو انجام دے سکتے ہو۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ معمولی معمولی معذرات کی بناء پر اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں تساہل سے کام لینے لگ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی ثواب سے محروم رہتے ہیں اور دنیا کی ظلمت بھی دور نہیں ہوتی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ جو شخص اس کام میں حصہ لے گا اُسے اپنے وقت کو بھی قربان کرنا پڑے گا۔ اپنا مال بھی قربان کرنا پڑے گا۔ اپنے آرام اور آسائش کو بھی قربان کرنا پڑے گا۔ لیکن دنیا کا کونسا کام ہے جس کے لئے کوئی قربانی نہیں کی جاتی اور اگر بغیر کسی قربانی کے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہیں تو اللہ تعالیٰ سے ہم ثواب کے کس طرح امیدوار ہو سکتے ہیں۔ میں نے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کے دوستوں کو کئی بار تحریک کی کہ ہر فرد کو

سال بھر میں کم از کم ایک شخص

کو راہ راست پر لانے کا عہد کرنا چاہیئے مگر باوجود اس کے کہ صرف ایک شخص کو اور وہ بھی سال بھر میں اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کا عہد کرنا تھا پھر بھی بہت کم دوست اس میں شریک ہوئے۔ حالانکہ اگر صحیح کوشش سے کام لیا جائے تو انسان سال بھر میں دس دس بیس بیس بلکہ سو سو افراد کو بھی حق کا شکار کر سکتا ہے۔ ہماری جماعت کی تعداد اس وقت دس لاکھ سے کم نہیں۔ اگر ایک شخص سال بھر میں دس افراد کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے تو صرف ایک سال میں ہماری تعداد ایک کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ اور

یہ کوئی مشکل امر نہیں

سیالکوٹ کے ایک دوست تھے۔ جب میں نے یہ تحریک کی تو پہلے سال انہوں نے کہا کہ میں ایک احمدی بناؤں گا۔ دوسرے سال دو احمدی بنانے کا عہد کیا۔ تیسرے سال تین احمدی بنانے کا عہد کیا چوتھے سال چار احمدی بنانے کا عہد کیا۔ اسی طرح ہوتے ہوتے وہ بارہ احمدی بنانے لگ گئے۔ پھر ایک دفعہ میں نے زیادہ زور دیا تو وہ یہ عہد کر گئے کہ میں سو احمدی بناؤں گا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس کے بعد بار بار ان کی چٹھیوں میں ذکر ہوتا تھا کہ یہ میرا دسواں احمدی ہے۔ یہ بیسواں احمدی ہے یہ چالیسواں احمدی ہے یہ ساٹھواں یا ستروال احمدی ہے اور اس طرح انہوں نے سو کی تعداد پوری کر دی۔ اگر اس روح کے ساتھ کام کرنے والے دس ہزار آدمی بھی ہماری جماعت میں پیدا ہو جائیں اور ان میں سے ہر شخص سال میں صرف دس افراد کی زیادتی کا موجب بن جائے تو سال بھر میں ایک لاکھ اور دو سال میں دس لاکھ نئے افراد ہماری جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اندر اشاعتِ اسلام کی ایک آگ پیدا کی جائے اور بات مدنظر مقصد اپنے سامنے رکھا جائے کہ ہم نے دنیا بھر کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنا ہے

پھر میں نے دیکھا ہے

کہ جب بعض لوگ دوسروں کو سمجھائیں گے تو ان میں سنجیدگی نہیں ہوگی۔ کسی نے مذاق کر دیا تو خود بھی مذاق کر دیں گے۔ ان میں یہ سنجیدگی کہ دوسرا شخص بھی توجہ دینے اور یہ سمجھنے پر مجبور ہو کہ یہ شخص میری ہدایت کے غم میں مرا جا رہا ہے پائی نہیں جاتی۔ نوجوان سیروں کو جائیں گے۔ مجالس میں قہقہے لگائیں گے۔ دوستوں سے گپیں ہانکیں گے اپنا وقت ضائع کر دیں گے مگر دنیا کے ظلمت کدہ کو منور کرنے کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوگی۔ اگر ہماری جماعت میں ایک دیوانگی ہوتی تو دس لاکھ یا ایک کروڑ کا بھی سوال نہیں اب تک ہماری جماعت دس کروڑ تک پہونچ چکی ہوتی۔ پس میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

اپنے دلوں میں تبدیلی پیدا کرو

مخالف کی تبدیلی اتنی ضروری نہیں۔ مخالف آج مانے یا کل اگر تمہارے اپنے اندر درد پیدا ہو جائے تو وہ خود بخود مائل ہونا شروع ہو جائے گا۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو اپنا مطمح نظر بلند کرنا چاہیئے۔ اور خواہ سفر ہو یا حضر ان کے مدنظر صرف یہی بات ہونی چاہیئے کہ ہمارا کام لوگوں کو حقیقی اسلام کی طرف بلانا اور انہیں محمد رسول اللہ صلعم کا حلقہ بگوش بنانا ہے۔ اس اہم فرض کی ادائیگی کا آسان طریق میں نے بتا دیا ہے۔ کہ آپ لوگوں میں سے

ہر شخص یہ عہد کرے

کہ وہ سال بھر میں کم از کم ایک بھولی بھٹکی روح کو آستانۂ الٰہی کی طرف کھینچ لانے کا موجب بنے گا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اب ہمیں اس سے بھی آگے قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور ہماری جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ ایک کی بجائے کم از کم دس نئے افراد کو احمدیت میں شامل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کسی سال وہ اپنے اس عہد کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو کم سے کم اس کا اتنا فائدہ تو ضرور ہو گا کہ اُسے اپنے نفس میں شرم محسوس ہوتی رہے گی اور وہ کوشش کرے گا کہ میں دوسرے سال ہی اپنی اس کوتاہی کا ازالہ کروں اور نہ صرف گذشتہ کمی کو پورا کروں بلکہ پہلے سے دُگنے آدمیوں کو پیغام حق پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جاؤں

پس

یہ چیز نہایت اہم ہے

اور ہماری جماعت کے افراد کو اسے ایسا ہی ضروری سمجھنا چاہیئے جیسے چندہ کو ضروری سمجھا جاتا ہے بلکہ چندے سے بھی زیادہ زور دوستوں سے یہ عہد لینے اور پھر اس عہد کو پورا کروانے پر صرف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ چندہ تو بسا اوقات گھر کے تمام افراد میں سے صرف ایک شخص دیتا ہے۔ جو کمانے والا ہوتا ہے۔ لیکن اشاعت حقہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی ایک شخص کا نہیں بلکہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے اور پھر آجکل تو خصوصیت سے اس پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ پاکستان میں مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے اپنی مذہبی سرگرمیوں میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔

آپ لوگ اس عظیم الشان انسان کی جماعت میں شامل ہیں جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

کاسر الصلیب قرار دیا ہے

اور آپ لوگوں کی تبلیغ اسلام کے مخالف تک معترف ہیں۔ چنانچہ مصر کے ایک مشہور اخبار "الفتح" نے بھی ایک دفعہ لکھا کہ جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز یورپ امریکہ اور افریقہ میں قائم ہو چکے ہیں جو اپنے علم اور کام کے لحاظ سے تو عیسائی مشنوں کے برابر ہیں۔ لیکن کامیابی اور لوگوں کے قلوب فتح کرنے کے لحاظ سے عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور اس کے پر حکمت معارف ہیں۔ پس آپ لوگوں کی ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کا حقیقی فرض درحقیقت آپ کے کندھوں پر ہی عائد ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں دوسرے مسلمانوں کو سمجھانا اور انہیں احمدیت کی غرض و غایت سے واقف کرانا اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا آپ کا فرض ہے وہاں

عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے

بھی اپنے اپنے علاقہ میں منظم کوشش کرنا اور مسلمانوں کے پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقہ کو عیسائیت کے اثر سے بچانا بھی آپ کے اہم فرائض میں شامل ہے

میں سمجھتا ہوں عیسائیوں میں یہ جرأت بھی اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ ہماری جماعت آسمانی نوروں سے کچھ حصہ سستی سے کام لے رہی ہے اگر مسلمان اس تعلیم سے واقف رہتے جو احمدیت پیش کرتی ہے قرآن کا ایک حصہ عیسائیت کا شکار کس طرح ہو سکتا تھا۔ پھر آپ لوگ دوسروں کو بھی اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں اور خود دینی مسائل سے بھی واقفیت پیدا کریں۔

یہی اصل عزت ہے

جو انبیاء کی جماعتوں کو حاصل ہوتی ہے کہ ایمان لانے کے بعد وہ نہایت جوش اور اخلاص کے ساتھ دین کی باتیں سیکھنے لگ جاتے ہیں اور پھر وہ اس میں اس قدر ترقی کر جاتے ہیں کہ مخالف مذاہب کا بڑے سے بڑا عالم بھی ان سے بات کرے تو وہ شرمندہ ہو جاتا

ہے اور سمجھتا ہے کہ ان سے دینی مسائل پر بحث کرنا کوئی آسان کام نہیں

میں جب جوان تھا

مجھے ڈلہوزی میں ایک پادری سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا اور میں نے اس سے تثلیث اور کفارہ پر بحث کی۔ جب وہ میرے سوالات کا جواب دینے سے عاجز آگیا تو کہنے لگا سوال تو ہر بے وقوف کر سکتا ہے مگر جواب دینے کے لئے عقلمند آدمی ہونا چاہیئے۔ میں نے کہا تو آپ کو عقلمند سمجھ کر ہی آیا تھا۔

غرض عیسائیت کا مقابلہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں اور لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ دوسروں کے سامنے بات پیش کرنے کا طریق ایسا ہونا چاہیئے جس سے محبت اور پیار ظاہر ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ناسمجھی کی وجہ سے آپ کو بُرا بھلا بھی کہے تو مسکراتے ہوئے چلے جاؤ اور نرمی اور انکسار اور

حسن اخلاق سے کام لو

اگر تم ایسا کرو گے تو خود بخود ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ یہ تو بالکل اور قسم کے انسان ہیں ہم انہیں بُرا بھلا کہہ رہے ہیں اور یہ مسکرا رہے ہیں۔ ہم سختی کر رہے ہیں اور یہ محبت اور پیار میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ تب وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ لوگ زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہیں اور وہ بھی تمہارے کندھوں کے ساتھ اپنا کندھا ملا کر اسلام کی خدمت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی بلندی کے لئے کفر کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں گے۔

پس

اے میرے عزیزو!

تم آسمانی آب حیات کی متلاشی اقوام کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حوض کوثر پر لے جاؤ اور انہیں گندی زیست سے نجات دلا سکو اور ان کے اندر ایمان کی حرارت پیدا کرنے کے لئے کافوری اور زنجبیلی جام پلاؤ اور اس سانپ کا سر کچلنے کے لئے کھڑے ہو جس نے آدم کی ایڑی پر ڈسا تھا اور اُسے جنت ارضی سے نکال دیا تھا۔ اس وقت ہماری جماعت ہی میدان جہاد میں کام کر رہی ہے اور وہی فوج دشمن کا دلیری سے مقابلہ کر سکتی ہے جس کی صفوں میں انتشار نہ ہو قرآن کریم نے اس کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ مومنوں کی جماعت جب دشمنوں کے مقابل سینہ سپر ہوتی ہے تو اس کی کیفیت بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ کی سی ہوتی ہے۔ یعنی وہ ایک ایسی دیوار کی طرح ہوتے ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو پس

اختلافات کو کبھی اپنے قریب بھی نہ آنے دو

ہر شخص جو کسی جماعت میں تفرقہ کا بیج بوتا اور جماعتی اتحاد کو نقصان پہنچاتا ہے وہ احمدیت کا بدترین دشمن ہے اور تمہیں اُسی طرح تباہی کے گڑھے میں گرانا چاہتا ہے جس طرح گذشتہ دور میں مسلمان صدیوں تک تنزل کا شکار رہے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دنیا ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو۔ پس ہر شخص جو اتحاد میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ ہر شخص جو اس سکیم کے رستہ میں روک بنتا ہے وہ خدائی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ رؤیا کے ذریعہ بھی اس کی طرف توجہ دلائی تھی چنانچہ میں نے ایک شخص کو جسے میں کوئی بادشاہ یا رئیس سمجھتا ہوں اور جو میرے سامنے بیٹھا تھا رؤیا میں کہا کہ

"دیکھو جو شخص ایسے نازک وقت میں بھی اتحاد کے لئے کوشش نہیں کرتا وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے گردن اونچی کس طرح کر سکے گا"

جب میں نے یہ فقرہ کہا

تو میرے دل میں بہت زیادہ جوش پیدا ہو گیا اور رقت کے ساتھ میرا گلا پھنس گیا اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور میں نے (اپنے سامنے کے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

"جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے کے پھٹے ہوئے کپڑے دیکھتا ہے تو اس کے دل میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور رقت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ مگر تمہیں یہ خیال نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنی طرف منسوب ہونے والوں کا تفرقہ دیکھتے ہوں گے تو ان کو کتنی تکلیف ہوتی ہو گی۔

جو شخص ایسے وقت میں بھی باہمی اتحاد کی طرف قدم نہیں اٹھاتا یقیناً وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے گردن اٹھا کے کھڑا نہیں ہو سکے گا۔

پس

اتحاد کی اہمیت کو سمجھو

اشاعتِ اسلام کا فرض اپنے سامنے رکھو اور دعاؤں ، عبادت اور ذکر الٰہی پر زور دو تاکہ آسمان سے خدا تعالےٰ کے فرشتے تمہاری مدد کے لئے نازل ہوں اور جو کام تمہارے کمزور ہاتھ نہیں کر سکتے وہ فرشتوں کی مدد سے آسانی کے ساتھ ہونے لگیں۔

یہ امر یاد رکھو کہ کوئی حقیقی فتح فرشتوں کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی آخر وہ آسمان سے زمین پر کیوں آئیں۔ وہ اسی وقت زمین پر آتے ہیں جب بنی نوع انسان کا ایک طبقہ انتہائی جوش کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا نام بلند کر رہا ہو۔ پس اگر تم دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور دو گے تو

خدا تعالےٰ کے فرشتے

بے تاب ہو کر تمہاری طرف دوڑتے چلے آئیں گے اور کہیں گے کہ جب یہ خدا کے کمزور بندے ہو کر اس قدر کوشش کر رہے ہیں تو ہم خدا کے فرشتے ہو کر کیوں نہ کام کریں۔ اور جب خدا تعالےٰ کے فرشتے آسمان سے تمہاری مدد کے لئے اتر آئیں گے تو تمہاری فتح میں کوئی شبہ ہی نہیں رہ سکتا۔ پھر جس میدان میں بھی تم لڑو گے تمہارے ساتھ فرشتے بھی لڑیں گے اور جب تمہارے ساتھ خدا تعالےٰ کے فرشتے ہوں گے تو تمہارے مقابل پر کون ٹھہر سکتا ہے

اب میں

دُعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو اسلام کے لئے سچی اور مستقل قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اندر ایسے لوگ زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے جو اسلام اور احمدیت کے اشاعت پھیلانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں اور اللہ تعالےٰ وہ دن جلد لائے جب اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں اپنی پوری شان کے ساتھ لہرانے لگ جائے۔ اسی طرح میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے وہ مربی جو پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔ اور وہ مبلغ جو پاکستان سے باہر غیر ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن سب کا حافظ و ناصر ہو اور ان کو اپنی خاص تائید اور نصرت سے بہرہ ور فرمائے۔ اور خواہ ہمارا مبلغ کسی ملک میں اکیلا اور تن تنہا پھر رہا ہو پھر بھی اللہ تعالےٰ اپنی نصرت اور تائید سے اُسے ایسی طاقت بخشے کہ وہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسان کو بھی اپنے علم اور اپنی روحانیت سے مغلوب کر سکے۔

پھر

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے

کہ وہ ہمارے چھوٹوں اور بڑوں ، ہمارے مردوں اور عورتوں ، ہمارے بچوں اور بوڑھوں ، ہمارے بیماروں اور تندرستوں غرض سب کو اپنی پناہ میں لے لے۔ اپنا فضل ان کے شامل حال رکھے۔ اپنی برکات اُن پر نازل کرے اپنے رحم اور کرم سے اُن کو نوازے اور ہماری جماعت کو اپنے خاص فضل سے ایک عرصہ دراز تک جو غیر معمولی بلکہ معجزانہ طور پر دراز ہو دنیا میں اپنا نام روشن کرنے اور دین کا جھنڈا بلند کرنے کا موجب بنائے۔ آمین یا رب العالمین

(دستخط) مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۸/۱۲/۶۱

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر مختلف زبانوں میں تقاریر

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف زبانوں میں تقاریر کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ یہ دلچسپ اجلاس مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء بوقت ۸ بجے شب مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت جناب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لنڈن منعقد ہوا۔ جس میں قریباً تیرہ زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔

تقاریر میں یگانگت پیدا کرنے کے لئے اور سامعین کی آسانی کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک کلمات طیبات سے ذیل کا اقتباس منتخب کیا گیا تھا:۔

" اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت و برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ . . . . اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے "۔ (تذکرۃ الشہادتین)

اس جلسہ میں سلسلہ کے علماء کرام ، بیرونی ممالک میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کا شرف پانے والے مبلغین کرام ، طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان اور دیگر احباب نے حصہ لیا جن میں شیخ نور احمد صاحب منیر مبلغ بلاد عربیہ۔ مہاشہ محمد عمر صاحب ، محمد حنیف صاحب آف ماریشس۔ مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس۔ مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ کلکتہ۔ قاری محمد یسین صاحب آف مشرقی افریقہ اور سیٹھ یوسف احمد صاحب الہ دین کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس جلسہ میں مختلف زبانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نعتیہ نظمیں بھی پڑھی گئیں۔

جلسہ کے افتتاح پر خاکسار نے اس جلسہ کی غرض و غایت بتاتے ہوئے کہا کہ یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے مشن میں عظیم الشان کامیابی کا ناقابل تردید واضح ثبوت ہے کیونکہ آج سے ستر سال قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوےٰ فرمایا تو آپ اور آپ کے قادیان کو جاننے والا کوئی نہ تھا۔ جیسا کہ حضور نے خود فرمایا کہ ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لیکن خدا تعالےٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ " میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا " چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز زمین کے کناروں تک گونج رہی ہے اور اس مقدس آواز کی طرف ہزاروں سعید روحیں دیوانہ وار دوڑتی چلی آ رہی ہیں۔ اور زمین کے مختلف اطراف میں اور مختلف زبانوں میں آپ کی آواز ریلے (Relay) ہوتی جا رہی ہے۔ جس کی ایک جھلک آج کے اس جلسہ میں دیکھی جا سکتی ہے

مکرم صدر صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام دنیا کے لئے ہے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت مخصوص القوم ، مخصوص الزمان یا مخصوص المکان نہ تھی اسی طرح آپ کے مہدی مسیح کی بعثت بھی تمام جہان کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ کا بھی پیغام مختلف علاقوں اور زبانوں میں پہنچایا جائے۔ سو یہ کام جماعت احمدیہ بطریق احسن سرانجام دے رہی ہے اور بفضلہ اُسے عظیم الشان کامیابی حاصل ہو رہی ہے

آخر میں صدر محترم نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج عیسائیت کے مراکز کھنڈرات میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اور ان کھنڈرات میں احمدیہ مبلغین اسلام کا مضبوط و مستحکم قلعہ تعمیر کر رہے ہیں۔

یہ جلسہ قریباً دس بجے ایک بجے اور پرسوز دعا کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار محمد عمر مالاباری

دعائے مغفرت

ضلع مونگھیر بہار کے ایک پرانے احمدی دوست محمد قاسم صاحب بی۔ اے۔ ایک لمبا عرصہ بیمار رہ کر دسمبر کے پہلے ہفتہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انگریزی و فارسی میں ماہر تھے۔ تبلیغ کا خاص جوش رکھتے تھے۔ درویشان قادیان و دیگر بزرگان سے درخواست ہے مرحوم کیلئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

خاکسار عبد الرحمٰن فانی مبلغ بہار

درخواستہائے دعا

(۱) درویشان قادیان اور دیگر بزرگان سے درخواست ہے کہ خاکسار کی صحتیابی اور دینی و روحانی ترقی کے لئے دعا فرمائیں نیز خاکسار کے اہل و عیال کیلئے بھی دعا فرمائیں نیز اسی کے ساتھ ایک مقدمہ بھی چل رہا ہے فتحیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ناصر حسین پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ ناری پور خانپور ملکی

(۲) خاکسار درویشان قادیان اور دیگر بزرگان سے درخواست ہے کہ خاکسار کیلئے دینی دنیوی و روحانی ترقی کیلئے نیز خاکسار کے برادران اور والدین کیلئے بھی دعا فرمادیں۔

سید حسان شکور جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ناری پور خانپور ملکی

زیارتِ قادیان (بقیہ صفحہ اوّل)

اس کیفیت کی کیا شرح کروں۔ جب ہم ایک طرف قادیان میں ان چھوٹی چھوٹی دکانوں کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف بار بار عالم تصور میں سڑکوں اور بازاروں کی حسین و جمیل چادریں دریائے بیاس تک بچھاتے اور سمیٹتے ہیں۔ کتنا سہانا ہوتا ہے وہ تصور۔

اب دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستر خوان پہ بلایا جاتا ہے۔ وہ لنگر جس کی آگ ستر سال سے فروزاں ہے اس کی آگ پوجا نہیں ہوتی۔ یہ وہ "آتش کدہ" ہے۔ جسے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے "اکرام ضیف" کے لئے سلگایا تھا۔ وہ آگ ابھی تک سلگ رہی ہے۔ احباب دستر خوان کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں۔ اور اس مبارک آگ کی پکی ہوئی چیز نہایت عقیدت و احترام اور صبر و شکر کے ساتھ کھاتے ہیں۔

اس کے بعد سبھی حمد و ثنا کرتے ہوئے اپنے اپنے بستر پر لیٹ جاتے ہیں۔ پھر آخر شب کی وہ گھڑی آتی ہے جس وقت درویشانِ قادیان چودہ سال سے خدا کی تسبیح و تقدیس کو بیدار ہو رہے ہیں۔ وہ "آہ فغانِ نیم شبی" جس کی عظمت کو دنیا کی کوئی مسرت نہیں پا سکتی جو ایک عالم کی تقدیر بدلنے کے لئے رقت زدہ عاشقوں کے دل سے نکلتی ہے۔ زائرین قادیان کو بھی اس "دعاء سحر گاہی" میں شرکت کے لئے بلایا جاتا ہے۔ احباب لبیک لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے نرم و گرم بستر سے اٹھ جاتے ہیں۔ نماز تہجد میں شریک ہوتے ہیں۔ پھر موذن اذانِ سحر دیتا ہے اور کچھ وقفے کے بعد نماز فجر ادا کی جاتی ہے۔

اگرچہ یہ طائفۂ عشاق آخرِ شب سے دعائیں مانگتے بیٹھا ہے۔ قانونِ طبیعت کہتا ہے کہ اب اسے سجدہ گاہوں کو چھوڑ کر نسیم سحری سے جی بہلانا چاہیئے۔ مگر عشق کی کشش ابھی تک اس کو تھامے ہے۔ اس کی بڑھتی ہوئی تشنگی ابھی تک بجھی نہیں۔ وہ اور ایک دو گھونٹوں کے انتظار میں ہے۔ اس لئے اب "بزم احمدیت" کا ایک ساقی کھڑا ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چشمۂ رواں سے پیالے بھر بھر کر پلانا شروع کر دیتا ہے۔ یعنی مسیح پاک کی پُر معارف کتابوں کا درس شروع ہوتا ہے۔

اس سے فارغ ہو کر احباب اپنی اپنی قیام گاہوں کو لوٹتے ہیں۔ ادھر سورج جلد جلد فرشِ عالم پر نورانی چادر بچھانا شروع کر دیتا ہے۔ اور اب ان درویشوں کے ساتھ بھی بغرض بیٹھنے کو جی چاہتا ہے جو چودہ سال سے شمع کی طرح پگھل پگھل کر روشنی انجمن بنے ہوئے ہیں۔ پھر گلدستۂ احمدیت کے نگہبانِ "مرشد" کی زیارت کا شوق بے تاب کرتا ہے۔ احباب ان بزرگ درویشوں کی دست بوسی کو نکلتے ہیں۔ حضور خدا اس پاک ہستی کی زیارت کو جسے تقدیر نے ہندوستان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا جانشین بنایا ہے یعنی صاحبزادہ حضرت میاں وسیم احمد ادام اللہ برکاتہم۔

اس کے بعد جلسہ سالانہ کا پروگرام شروع ہوتا ہے۔ احباب جلسہ گاہ کی طرف لپکتے ہیں۔ ہم اس وقت یہ محسوس کرتے ہیں کہ خدا کا قول کہ

"تیرے ماننے والے علم و معرفت
میں دوسروں پر سبقت لے جائیں گے"

اس کا ظہور ہو رہا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگ علمائ علمی۔ مذہبی اور اقتصادی مسائل پر اظہار خیال فرماتے ہیں۔ اس وقت مخاطب اعتراف کرتے ہیں کہ یہ علم و معرفت کے وہ موتی ہیں جو ابھی تک عصر حاضر کے کسی غواص کے ہاتھ نہیں آ سکے۔ حسنِ بیان۔ زور خطابت اور جدتِ افکار "ہر چیز کی ارزانی ہوتی ہے۔

"خدا کا یہ قول کہ میں تیری تبلیغ کو
دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

جلسہ سالانہ میں بہت سے لوگ اس پیشگوئی کی بھی بولتی تصویر بن کر سامنے آتے ہیں۔ ایک ایسی تقریب بھی منعقد ہو جاتی ہے جس میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے حصہ لیتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کی بولی اس مجلس کو زعفران زار بنا دیتی ہے۔ ایک مجلس "اصحاب احمد" کی بھی بلائی جاتی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی کوئی ایک سا معرفت افزا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یقینی بصیرت افروز ہے۔ یہ روح پرور نظارے کیسے مبارک ہیں۔ قادیان کے یہ روز و شب جو آئے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جو نہیں آئے انہیں آنے والے مبارک اجتماع میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں۔

موصی احباب کی طرف سے حصہ جائداد کی ادائیگی اپنی زندگی میں کرنی کیوں ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے جن مخلصین کو نظام وصیت کے ماتحت وصیت کرنے اور قربانیوں میں میدان میں قدم آگے بڑھانے کی توفیق بخشی ہے۔ وہ اس روحانی لذت سے خوب واقف ہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال پیش کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ وصیت کیا ہے؟ ایک عملی مظاہرہ ہے۔ اس اقرار کا کہ وصیت کے عظیم الشان نظام میں شامل ہونے والا ہر احمدی اپنی زندگی بھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اپنے اموال خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتا رہے گا۔ اور نہ صرف اپنی زندگی میں ماہوار آمد کا حصہ پیش کرے گا۔ بلکہ وہ و اما بنعمۃ ربک فحدث کے تحت اپنی ہر قسم کی جائدادوں سے ابھی حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دے گا تا کہ مرکز سلسلہ اس سے اپنے تبلیغی کاموں کو وسعت دے سکے۔ حقیقتہً ہر موصی کا یہ جذبہ قابل قدر بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور مقام قبولیت بھی پاتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی تقریباً تمام جماعتوں کے عہدیداران اور اکثر موصی احباب کو سبات کا علم ہے کہ جب کوئی موصی اس حالت میں قضائے الٰہی سے وفات پا جاتا ہے۔ کہ اس کے ذمہ سارا حصہ جائداد بقایا ہوتا ہے۔ تو حصہ جائداد کی وصولی میں مرکز کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے متعلقہ جماعت اور موصی کے وارثوں کے ساتھ خط و کتابت کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات کئی کئی سال حصہ جائداد کی وصولی میں لگ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ الاماشاء اللہ موصی کے وارثوں کے اندر قربانی کا جذبہ وہ نہیں ہوتا جو خود موصی کے اندر ہوتا ہے۔ اور وہ حصہ جائداد کی ادائیگی میں تاخیر یا پس و پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح موصی کی روح کو ایک عرصہ تک صدمہ پہنچتا ہے۔

بلکہ بعض مثالیں ایسی بھی ہیں کہ موصی تو قضائے الٰہی سے وفات پا گیا اور مرحوم کا حصہ جائداد اس کے وارثوں نے ادا نہ کیا اور اس طرح اس موصی کا یادگاری کتبہ بھی بہشتی مقبرہ میں نہ لگایا جا سکا۔ اگر موصی کو معلوم ہوتا کہ اس کے ورثاء اس کی وفات کے بعد اس کی جائداد پر قبضہ کر کے اس کا حق ادا نہ کریں گے تو وہ یقیناً اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دیتا۔ لیکن اکثر موصی اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ان کی وفات پر ان کے ورثاء بغیر کسی تاخیر اور تامل کے حصہ جائداد ادا کر دیں گے۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اور اکثر مثالیں ایسی ہیں کہ مرکز کو حصہ جائداد کی وصولی کے لئے کافی تگ و دو کرنی پڑی۔

یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ اب بعض موصیوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ انہوں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں ہی حصہ جائداد ادا کریں گے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے بعض موصی اس طرف توجہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ کہ گو وہ اپنا ایک فرض ادا کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ نیک طریق اختیار کر کے سلسلہ عالیہ کے ساتھ ان ایام میں تعاون فرمایا ہے جبکہ سلسلہ کو اموال کی بہت ضرورت تھی۔

سو جملہ موصی احباب سے درخواست ہے کہ وہ کوشش فرمائیں کہ وہ اپنی جائدادوں کے حصے اپنی زندگیوں میں ہی ادا کر دیں۔ اس کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ اگر توفیق ہو تو یکمشت حصہ جائداد ادا کر دیا جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو ایک بڑی قسط مقرر کر کے ادائیگی شروع کر دی جائے۔ اس طرح ادائیگی میں بھی آسانی رہے گی۔ اور سلسلہ کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ تمام موصی صاحبان کو اس کی توفیق بخشے اور ان کے مالی حالات کو ان کے ساتھ کر دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ولادتیں

قادیان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۱ء کو شیخ مسعود احمد صاحب درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تسنیم النساء نام تجویز فرمایا۔ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۶۲ء کو مکرم چوہدری سیاہ محمد صاحب بی۔ اے آنرز درویش قادیان کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ اسی طرح ۲۴ - نذیر احمد صاحب ننگلی اور نذیر احمد صاحب شیلہ درویش کے ہاں لڑکیاں تولد ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مولودین کو نیک صالح بنائے۔ اور عمر دراز کرے آمین۔ (ادارہ)

نیا سال اور ہماری ذمہ واریاں

عہدیداران و احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

سنہ ۱۹۶۱ء کا سال ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم جنوری سنہ ۱۹۶۲ء سے نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ اگرچہ سنہ ۱۹۶۱ء میں مجموعی طور پر چندہ جات کی آمد گذشتہ سال کی آمد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ اور امید افزا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سال گذشتہ کا بقایا اور چندہ بجٹ کے لحاظ سے کثیر رقوم تا حال قابل ادا ہیں۔ خصوصاً موصی احباب کی طرف سے حصہ آمد کی وصولی کا جس حد تک تعلق ہے اس کی پوزیشن معیار کے مطابق نہیں۔ نیز متعدد جماعتوں کے اور بعض افراد کے ذمہ لازمی چندوں کی کثیر رقوم بقایا چلی آرہی ہیں۔ اور باوجود متعدد بار توجہ دلانے کے بعض احباب اپنے بقایا کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کر رہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں، اموال، اولاد اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس رنگ میں بدلہ دیا کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے اور دنیاوی لحاظ سے بھی انہیں اور ان کی نسلوں کو صدیوں تک دنیا کا مالک بنا دیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں، اموال، اولاد، عزتوں اور وطن کی قربانی دینا پڑی نہ صرف قیامت تک کے لئے تاریخ احمدیت کا سنہری باب بنے بلکہ وہ جو صحابہ کی طرح نان شبینہ کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولادوں کو دنیاوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیتیں عطا فرمائی ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں رحمتوں اور برکتوں کو یقیناً زیادہ جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں۔ باقی تمام دنیا اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ احمدی جس کو دین و دنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی گئی ہے اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہے۔ اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

مزید فرمایا کہ:-

"اگر تم (خدا کے لئے) تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

مزید فرمایا کہ ؎

نہ بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ترجمہ:- خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا اگر ہمت کی جائے تو خدا تعالیٰ خود مددگار بن جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چندہ جات کے لئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہو گی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

پھر بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کیلئے عہدیداران جماعت کو ہدایت فرمائی کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ واری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

مزید فرمایا کہ

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

زکوٰۃ کے متعلق فرمایا:-

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف بار بار قرآن کریم میں توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں۔"

اب احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور عہدیداران کرام دیکھیں کہ کیا ہماری مالی قربانیاں مندرجہ بالا معیار پر پوری اترتی ہیں کیا ہمارے جملہ بقایا داران، نادہندگان، بے شرح اور صاحب نصاب افراد کی اصلاح ہو گئی ہے۔ اگر نہیں تو پھر تاخیر کیوں ہے؟ جلد ہی کریں اور اپنے عمل سے اس معیار پر پہنچیں جو ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے حضور ہم اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والوں میں سے ہوں۔ آؤ ہمارا نیا سال سنہ ۱۹۶۲ء ہمارے اخلاص قربانی و ایثار میں ترقی اور خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ فضلوں کو ہم پر لانے کا باعث بنے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے تو پورے ضرور ہوں گے اللہ کرے کہ ان وعدوں کے پورا ہونے میں ہمارا بھی حصہ ہو کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

جملہ احباب جماعت، عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات جماعت کو مالی قربانی کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کے لئے ابھی سے جدوجہد شروع فرما دیں تاکہ ہمارا قدم اس جہت سے بھی ہر لحظہ آگے بڑھتا چلا جائے۔ تاکہ ہمارا شمار بھی ان خوش قسمت بندوں میں ہو جائے جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہ پر چل کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

جماعت کے نوجوانوں کے لئے خوشخبری

تحریک جدید کے دورِ دوم کی یادگاری کتاب میں نام لکھوائیں

تحریکِ جدید کا دورِ دوم اب خدا کے فضل سے اٹھارھویں سال میں داخل ہو گیا ہے اور صرف دو سال کے بعد وہ عظیم الشان یادگاری کتاب شائع ہونے کے انتظامات شروع ہو جائیں گے جس میں دورِ دوم کے مجاہدین تحریک جدید کی فہرست کے ساتھ ان کی انیس سالہ قربانیاں درج کی جائیں گی۔ اور یہ ایسی کتاب ہوگی کہ آنے والی نسلیں فخر کے ساتھ اپنے آباء و اجداد کی قربانیوں والے صفحات پر نشان لگا کر لوگوں کو دکھایا کریں گی کہ یہ تھے ہمارے وہ مخلص آباء و اجداد جنہوں نے اس زمانہ میں احمدیت اور اسلام کے فروغ کے لئے قربانیاں کیں جبکہ احمدیت اپنی ابتداء میں انتہائی مخالفت کے دور میں سے گذر رہی تھی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خداداد ذہانت، قابلیت اور اللہ تعالیٰ کے خاص القاء کے ماتحت تحریک جدید کو جاری فرما کر ہمارے لئے قربانیوں کا موقعہ پیدا فرمایا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تحریک جدید کو قبولیت کا وہ شرف بخشا کہ آج ہم فخر کے ساتھ سینہ تان کر غیر از جماعت لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری جماعت کے مشن ساری دنیا میں قائم ہیں اور آج

جماعت احمدیہ پہ سورج غروب نہیں ہوتا

دورِ اوّل کے دس سال گذرنے کے بعد جبکہ جماعت میں ایک نئی پود برسرِ روزگار ہو چکی تھی جماعت کے نوجوانوں کے لئے قربانیاں پیش کرنے کا موقعہ ہمارے پیارے امام نے پیدا فرما دیا۔ اور اس کے ساتھ خدام الاحمدیہ کو یہ تاکید فرمائی کہ وہ ہر گھر میں جا کر وعدے لیں۔ اور جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ ہو جو اس تحریک میں شامل نہ ہو۔

پس بھارت کی جملہ مجالس خدام الاحمدیہ سے خاص طور پر اور اس کے ساتھ ہی جماعتوں کے عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر تحریک کر کے جملہ افرادِ جماعت سے وعدے لے کر ارسال فرمائیں۔

<u>ایک ضروری وضاحت</u>۔ بعض نوجوان مخلصین دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ گذشتہ سالوں کا چندہ ادا کر کے دفتر دوم کے تمام سالوں میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں آپ شریک ہو سکتے ہیں۔ آپ پہلے سال کا کم از کم پانچ روپے اور اس کے بعد کے سالوں میں معمولی اضافہ (یعنی ایک آنہ سالانہ) کر کے گذشتہ سالوں کا چندہ ادا کر سکتے ہیں۔ اور حسبِ توفیق زیادہ سے زیادہ وعدہ اور ادائیگی کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کا نام اس یادگاری کتاب میں شائع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ افرادِ جماعت کو اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست دعا۔ مکرم عبد الحمید صاحب ملک احمدی سوپنیچ یارٹی پورہ کشمیر چند یوم سے بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (ناظر امور عامہ قادیان)

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

یعنی وہ کتب جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے آج تک شائع ہونے والی قریباً تمام کتب اور ان کے مصنفین کے نام محفوظ کئے گئے ہیں۔ نیز ان میں سے جو جو کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔ انکی تفصیل بھی دیگئی ہے صرف آٹھ نئے پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں۔

المشتہر

عبد العظیم احمدیہ بک ڈپو قادیان

پنجاب جہا بیر دل کانفرنس بٹالہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تبلیغی سرگرمیاں

مورخہ ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ ردسمبر ۱۹۶۱ء کو بٹالہ ضلع گورداسپور میں پنجاب جہا بیر دل جو سناتنی ہندوؤں کی مشہور جماعت ہے کی ایک کانفرنس تھی جس میں شمولیت کے لئے پنجاب و ہندوستان کے بہت سے نامور اور مشہور افراد بلائے گئے۔ چنانچہ شری کے۔ ڈی مالویہ مرکزی وزیر۔ پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت پنجاب۔ شری ہنت رام داس صاحب دربار پنڈوری اور پنجاب کے بہت سے ممبران پارلیمنٹ اور ممبران اسمبلی اور سناتن دھرمی لیڈر شامل ہوئے۔

اس کانفرنس میں شمولیت اور تقریر کے لئے سیکرٹری جہا بیر دل کی طرف سے جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی خدمت میں دعوت نامہ بھجوایا گیا۔ نظارت کی طرف سے ایک وفد جو مکرم چوہدری عبد الحق صاحب مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالابار مولوی فاضل و مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب پر مشتمل تھا بھجوایا گیا۔ ان احباب نے کانفرنس کے دوران میں مندرجہ ذیل لٹریچر سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کیا۔ "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ۔ چوتھیں پھل۔ جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (انگریزی و پنجابی) مسئلہ تناسخ عقل کے ترازو پر۔ احمدیہ موومنٹ ان انڈیا۔ تحریک احمدیت کھارت واسیوں کی نظر میں۔ پیغام صلح (انگریزی۔ ہندی اردو) آسمانی تحفہ (اردو۔ ہندی)

یہ لٹریچر عام پبلک نے بہت خوشی سے لیا اور اکثر لوگ شدتِ اشتیاق سے جلسہ میں بیٹھے ہوئے مطالعہ کرنے لگے۔ زبانی بھی ہمارے احباب کو ذمہ دار لوگوں سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ (نامہ نگار)

جناب ڈی۔ سی صاحب گورداسپور کی پریس کانفرنس

گورداسپور ۹ رجنوری جناب کے سی پانڈے ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اپنی ماہانہ پریس کانفرنس میں آج بتایا کہ ضلع کے بعض مقامات پر سستے آٹے کے ڈپو کھول دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ پٹھانکوٹ میں ۲۶ گورداسپور میں ۷ اور بٹالہ میں ایک جہاں سفید رنگ کی غیر ملکی گندم کا بغیر میدہ نکالے جانے کے عمدہ آٹا مہیا جاتا ہے

آپ نے بتایا کہ ضلع بھر میں سافٹ کوک کی پوزیشن اچھی ہے۔ اینٹ پکانے والے کو ڈیڑھ سو ویگن ماہوار آ رہے ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ فروری کے اختتام تک ضلع میں ۵۰ بھٹے چالو ہو کر اینٹوں کی قلت کافی حد تک دور ہو جائے گی۔ سیمنٹ کی حالت بھی تسلی بخش ہے۔

لا اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ سابقہ دس سال کے مقابلہ میں اس سال جرائم کی تعداد بہت کم رہی۔ اس سلسلہ میں آپ نے مختلف قسم کے جرائم کے اعداد و شمار پیش کر کے تفصیل سے اسباب پر روشنی ڈالی۔ البتہ شراب کے ۱۰۰۹ کیس ہوئے جو سابقہ دس سال کی نسبت اس سال زیادہ ہیں۔ اخباری نمائندگان کے سوال پر آپ نے بتایا کہ جس طرح شمار صد رجواڑیے کے علاوہ ضلع کے دیگر تھانوں سے بڑھا ہوا ہے اور اس سال وہاں بھی جرائم کی تعداد کم رہی لیکن شراب کے کیس بٹالہ سب ڈویژن میں پہلے کی نسبت زیادہ رہے۔ آپ نے مزید بتایا کہ اس سال کل ۳۱۲ بدمعاشوں کے خلاف زیر دفعہ ۱۱۰ کارروائی کی گئی۔ یہ تعداد گذشتہ پانچ سالوں سے زیادہ ہے۔

الیکشن کے سلسلہ میں آپ نے انکشاف کیا کہ ضلع میں ۷۵۶ پولنگ سٹیشن مقرر کئے گئے ہیں اور ہر سٹیشن پر پانچ پانچ آدمی متعین کئے گئے ہیں جو الیکشن کی نگرانی وغیرہ مختلف ڈیوٹیاں ادا کریں گے۔ الیکشن کی مقررہ تاریخ سے قبل بعض مقامات میں الیکشن کی ریہرسل کی جائیگی۔ چنانچہ گورنمنٹ کالج گورداسپور میں ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۸ رجنوری کو بٹالہ میں ۱۷، ۱۹، ۲۲، ۲۵ رجنوری

---

۸۰ صفحہ کا رسالہ

مقصد زندگی

احکام ربانی

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن